تفسیر عثمانی: علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا اہم علمی اور دینی کارنامہ

(تفسیر عثمانی کی تدوین: مختصر جائزہ)

سید شعیب اختر، لیکچرار
قائد ملت گورنمنٹ ڈگری کالج، کراچی

برصغیر کے بلند پایہ عالم دین، محدث، مفسر اور معروف علمی و دینی شخصیت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی مختصر اور جامع تفسیر ''تفسیر عثمانی'' اہل علم اور عام حلقوں میں بے حد مقبول ہے۔ اس کے دنیا کی کئی زبانوں میں تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ اس تفسیر کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ مولانا عثمانیؒ کی تفسیر شیخ الہندؒ مولانا محمود حسنؒ (۱) کے مترجم قرآن کریم کے حاشیہ پر لکھوا کر چھاپی گئی ہے جیسا کہ مولوی مجید حسن مالکؒ مدینہ پریس بجنور ناشر تفسیر و ترجمہ نے قرآن کریم کے شروع میں تحریر کیا ہے۔ شیخ الہندؒ نے ربیع الاول ۱۳۲۷ھ میں ترجمہ کرنے کا آغاز فرمایا۔ سوا تین سال میں صرف دس پاروں کا ترجمہ ۲۵ جمادی الاخر کو سورۂ توبہ تک پہنچا پھر اتفاقات زمانہ سے مولانا محمود حسنؒ (اسیر مالٹا) ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ۔ ۱۹۱۷ء کو اسیر کر دیئے گئے۔ شوال ۱۳۳۵ھ سے وہاں ترجمہ کا کام شروع ہوا اور ۲ شوال ۱۳۳۶ھ کو ختم ہوا۔ جیسا کہ ترجمہ کے خاتمہ پر تاریخ سے معلوم ہوتا ہے ترجمہ سے فراغت کے بعد حواشی تحریر کرنا شروع کیے اور سورۂ بقرہ اور سورۃ النساء کے فوائد لکھے۔ بعد ازاں ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۳۸ھ۔ ۱۹۲۰ء کو ہندوستان روانہ ہوئے اور ہندوستان پہنچ کر ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۸ء کو انتقال فرمایا اور فوائد نامکمل رہ گئے۔'' ۱۲ ذیقعد ۱۳۴۱ھ مطابق ۲۸ جون ۱۹۲۳ء کو مولوی مجید حسنؒ نے یہ ترجمہ مولانا کے ورثہ سے حاصل کیا۔ چنانچہ ترجمہ اور تفسیر تا سورۃ النسا کا پہلا ایڈیشن مع بقیہ فوائد موضح القرآن از شاہ عبد القادرؒ ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹۲۵ء میں شائع ہوا۔

اب قرآن کریم کی تفسیر کا مسئلہ قابل حل تھا۔ مولانا محمد یحییٰؒ نے مجھ سے بیان فرمایا کہ سب سے پہلے مولوی مجید حسنؒ مالک اخبار مدینہ نے تفسیر کے لیے مولانا شبیر احمد عثمانیؒ سے عرض کیا تھا، لیکن آپ نے معذوری کا اظہار فرمایا۔ بعد ازاں انہوں نے مولانا حسین احمد مدنیؒ (۱۸۷۹ء۔ ۱۹۵۷ء) کی طرف رجوع کیا۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ نے غالباً ایک

سورت کے فوائد تحریر فرمائے، لیکن مولانا حسین احمد مدنیؒ کی گوناگوں مصروفیتیں اس عظیم الشان خدمت سے محروم رکھنے کا سبب بن گئیں، جب مایوسی نے ہر طرف سے گھیر لیا تو مولانا عبدالرحمٰن امروہویؒ مشہور مفسر کی خدمت میں مولوی مجید حسنؒ نے عرض کیا۔ انہوں نے قبول فرماتے ہوئے طبع آزمائی کی لیکن تفسیر پر عبور اور بات ہے اور زمانے کے تقاضوں کے ساتھ شگفتہ عبارت اور پُر مغز انداز میں جدید تشنگی کو ملحوظ رکھتے ہوئے تفسیر کرنا اور بات ہے۔ اس لیے قرعہ فال بالآخر مولا عثمانیؒ کے نام ہی نکلا۔ مولوی مجید حسن نے پھر مولانا شبیر احمد عثمانیؒ سے تفسیر کے لیے تمنا کا اظہار کیا چنانچہ آں محترم نے ساڑھے تین سال کی شب و روز محنت شاقہ اور خداداد علم و فضل اور بے نظیر فہم قرآن کے باعث تفسیر کے موتی اور درہائے شاہوار اور گہرہائے آبدار صفحات قرطاس پر بکھیرے ہیں کہ ۱۳۵۵ھ۔ ۱۹۳۶ء سے آفتاب ربانی، ماہتاب قلب عثمانی سے چھن چھن کر، کروڑوں ایمان والوں کی آنکھوں اور دلوں کو منور کر رہے ہیں۔

مولانا عثمانیؒ نے کس تاریخ سے یہ تفسیر لکھنا شروع کی، گمنامی کے پردے میں چھپی ہوئی ہے۔ بعض تجزیہ نگاروں کے مطابق تفسیر کے مسودے مولانا عثمانیؒ کی وفات کے بعد آپ کے برادر خورد بابو فضل حقؒ کے پاس موجود تھے، لیکن تاریخ کی ابتدا کا پتہ نہ چل سکا۔ البتہ تفسیر کی ریسرچ سے ایک نشان یہ ملا کہ جب مولانا عثمانیؒ گیارہویں پارے میں سورۂ یونس کی تفسیر لکھتے لکھتے فرعون (۲) کے دریائے قلزم (۳) میں غرق ہونے کی آیات پر پہنچے تو **"فالیوم ننجیک ببدنک لتکون لمن خلفک"** آیۃ کی تفسیر لکھتے ہیں:

> "(اتفاق) بنی اسرائیل کے نجات پانے اور فرعون کے غرق ہونے کا واقعہ 'عاشورہ' (۴) کے دن ہوا اور اتفاق سے آج بھی جب بندہ یہ سطریں لکھ رہا ہے یوم عاشورہ ۱۳۴۸ھ ہے، خدا ہم کو دنیا و آخرت میں اپنے عذاب سے محفوظ رکھے اور دشمنانِ دین کا بیڑا غرق کرے۔ آمین

اس تحریر سے معلوم ہوا کہ مولانا عثمانیؒ نے تقریباً کم وبیش سات پاروں کی تفسیر ۱۰ محرم ۱۳۴۸ھ تک کر لی تھی اور دشمنانِ دین کا بیڑہ فرعون کی طرح مولانا عثمانیؒ کی ساعت مقبولیت دعا کے باعث جس میں مولانا عثمانیؒ کی کوششوں کو بھی بہت دخل ہے۔ ڈوب گیا یعنی انگریز ۱۲ اگست ۱۹۴۷ء مطابق ۲۷ رمضان ۱۳۶۶ھ کو پاکستان کی حدیں متعین کر کے ہندوستان سے بستر ے گول کر گئے۔

بہر حال ۱۰ محرم ۱۳۴۸ھ کے بعد یہ سلسلہ تیسویں پارے تک چلتا رہا بالآخر مولانا عثمانیؒ نے جیسا کہ حسب ذیل عبارت سے واضح ہے ۹ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ کو قرآن کریم کی تفسیر بمقام دیوبند ختم فرمائی۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

> "اس رب کریم کا شکر کس زبان سے ادا کروں جس کی خالص توفیق و تفسیر سے آج یہ مہتم بالشان کام انجام پہنچا۔ الٰہی آج عرفہ کے مبارک دن (۹ ذی الحجہ) اور وقوف عرفات (۵) کے وقت میں تیری

بارگاہ قدس میں بصد عجز و نیاز پیش کرتا ہوں"........(۹ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ دیوبند)۔

اس عبارت سے تفسیر کے اختتام کی تاریخ ۹ ذی الحجہ عرفات کے وقت صاف واضح ہے، بایں حساب گیارہ پارے سے تیسویں پارے کی تفسیر میں مکمل تین سال صرف ہوئے ہیں۔ اب گیارہویں پارے سے پہلے کی تفسیر کا اندازہ بآسانی لگایا جاسکتا ہے کہ مولانا عثمانیؒ نے یہ تفسیر ۱۳۴۷ھ کے ابتدائی حصہ سے شروع کی ہوگی یا ۱۳۴۶ھ کے آخری حصے سے، اس اثنا میں آں مفسر ڈابھیل (۶) ضلع سورت (گجرات) (۷) میں مقیم تھے۔ چنانچہ سورۂ فرقان (۸) کے رکوع نمبر ۳ کی آیت "مرج البحرین ھذا عذب فرات وھذا ملح اجاج" کے تحت لکھتے ہیں، یہاں گجرات میں راقم الحروف جس جگہ۔ آج کل مقیم ہے (ڈابھیل سملک ضلع سورت) سمندر تقریباً دس بارہ میل کے فاصلے پر ہے، ادھر کی ندیوں میں برابر مد و جزر (جوار بھاٹا) ہوتا رہتا ہے۔"

بہرحال مولانا عثمانیؒ نے ۱۳۵۰ھ۔ ۱۹۳۱ء میں قرآن کریم کی تفسیر ختم کی اور آپ کی تفسیر کا مولوی مجید حسن بجنوریؒ نے ۱۳۵۵ھ میں پانچ سال کے بعد پہلا ایڈیشن شائع کیا، جیسا کہ ۱۳۶۹ھ کے ایڈیشن کی ابتدائی اوراق میں تقاریظ علماء سے پہلے مجید حسن لکھتے ہیں۔

"قرآن مجید کا جو ایڈیشن ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۶ء میں شائع ہوا تھا۔ اس میں مولانا شیخ الہند کے ترجمہ اور سورۂ بقرہ اور سورۃ النسا کے حواشی کے علاوہ باقی ۲۶ پاروں کے حواشی سلطان المفسرین مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے زور قلم کا نتیجہ تھے۔

علمی اور عام حلقوں میں "تفسیر عثمانی" کی مقبولیت

مولانا عثمانیؒ کی اس تفسیر کے فارسی ترجمہ کو افغانستان (۹) میں تین جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔ ہر جلد میں دس دس پارے رکھے گئے ہیں۔ یہ ترجمہ ٹائپ سے عربی رسم الخط میں مطبع عمومی کابل (۱۰) میں چھاپا گیا ہے۔ اس کی پہلی جلد ۱۳۶۶ھ مروجہ سن مطابق ۱۹۴۷ء میں چھاپی گئی، جو مولانا عثمانیؒ کو دیوبند کابل سے موصول ہوئی۔ دوسری جلد ۱۳۶۷ھ بہ مطابق ۱۹۵۰ء میں طبع ہوئی اور مولانا عثمانیؒ کو دیوبند بھیجی گئی لیکن مولانا عثمانیؒ پاکستان بننے کے بعد کراچی تشریف لے آئے تھے۔ چنانچہ یہ جلد بھی دیوبند سے ہجرت کر کے کراچی پہنچی۔ تیسری جلد ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۵۱ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی اور یہ اس وقت کراچی پہنچی جب مولانا عثمانیؒ کراچی سے عالم جاودانی کے لیے رخصت ہو چکے تھے۔

فارسی ترجمہ کی تینوں جلدیں نہایت عمدہ، نفیس کاغذ پر طبع ہوئی ہیں۔ پہلی جلد ۱۱۴۴ صفحات کی ہے، دوسری جلد ۱۲۳۰ صفحات اور تیسری جلد ۱۰۴۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ تیسری جلد کے آخری میں ہندوستان (۱۱)، تہران (۱۲) اور افغانستان (۱۳) کے علماء کی تقریظیں ہیں لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حکومت افغانستان نے فارسی میں ترجمہ

کرنے والے علماء کے اسمائے گرامی کا نہ معلوم کس مصلحت کے باعث کہیں نام تک درج نہیں کیا ہے۔ البتہ شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ (۱۴) اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اصل مترجم اور مفسر کے اسمائے گرامی ٹائٹل پر درج کیے گئے ہیں۔

مولانا محمد یحییٰؒ (۱۵) کے مطابق مدراس کے کسی صاحب نے بھی مولانا عثمانی کو اطلاع دی تھی کہ میں مدارسی زبان میں تفسیر کا ترجمہ کر رہا ہوں۔ کوئی صاحب پشتو (۱۶) میں بھی اس کے ترجمہ میں مصروف کار تھے اور اب پاکستان میں تاج کمپنی اور حاجی وجیہ الدین نے بھی یہ تفسیر قرآن کریم کے حاشیہ پر شائع کی ہے۔

مولانا عثمانیؒ کا علم تفسیر میں مقام و مرتبہ

علامہ عثمانیؒ کی تصنیفات اور مقالات پر جو روشنی ڈالی گئی ہے ان میں ان کا زبردست شاہکار تفسیر ہے۔ یہ شاہکار ان کے مقام تفسیر کا ایک منصف گواہ ہے جس کے آثار سے مفسر کی عظمت شان کا پتہ چل سکتا ہے۔ مفسر کے اس گلشن علم وفضل کے پھولوں کی سیر کرنے والے خوب جانتے ہیں اور مسحور کر لیتے ہیں جس طرح دلفریب وادیوں کے نظارے دیکھ کر انسان بیساختہ سبحان اللہ کے نعرے بلند کرنے لگتا ہے اسی طرح علمی پھولوں کی بہاریں بھی قدم قدم پر دامن دل کو کھینچ کر کہتی ہیں کہ بس ٹھہرنے کی یہی جگہ ہے۔ وہ سینے کتنے خوش نصیب ہیں۔ جن کے اندر ایسے دل ہیں جن میں حکمت ودانش کے غنچے کھلتے ہیں اور ظاہری باغوں کے سیر وتماشہ سے بے نیاز ہو کر اپنا دردِ دل کھولتے اور اس کی سیر کرتے ہیں۔

تفسیر عثمانی بھی ایک گلشن ہے جس کی سیر جنت فردوس وعدن کی سیر سے کہیں زائد پر بہار ہے اس کی قدر وقیمت کے اندازے ان قدر دانوں سے پوچھیے جو اس کی بہاروں کے مشتاق اور دلدادہ نہیں بلکہ واقف حقیقت ہیں۔ آیئے ان علمائے دانشمند کے خیالات معلوم کریں جو انہوں نے تفسیر عثمانی کے متعلق پیش کئے ہیں۔

علماء کی نظر میں "تفسیر عثمانی" کا مقام اور اس کی خصوصیات

☆ مولانا اشرف علی تھانویؒ اور تفسیر عثمانی:

مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۷) کی نگاہ میں اس تفسیر کی جو قدر تھی اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ علامہ مفسر کی جب تھانہ بھون میں حکیم الامتؒ سے ان کی وفات سے پہلے حالت مرض میں ملاقات ہوئی تو مولانا تھانویؒ نے فرمایا کہ میں نے اپنا تمام کتب خانہ وقف کر دیا ہے۔ البتہ دو چیزیں جن کو میں سمجھتا ہوں اپنے پاس رکھ لی ہیں۔ ایک تو آپ کی تفسیر والا قرآن شریف اور دوسری کتاب "جمع الفوائد" اس واقعہ سے آپ کی نظروں میں تفسیر عثمانی کی قدر ومنزلت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

مولانا انور شاہ کشمیریؒ اور تفسیر عثمانی

مولانا انور شاہ کشمیریؒ (۱۸۷۶ء۔۱۹۳۴ء) (۱۸) نے فرمایا کہ "مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے تفسیر قرآن حکیم لکھ کر

دنیائے اسلام پر بڑا احسان کیا ہے''۔شاہ کا یہ قول تفسیر عثمانی پر ایک تبصرہ ہے کہ اس سے اچھا اور تبصرہ ایک جملہ میں ہو نہیں سکتا۔مولانا عبید اللہ سندھیؒ (۱۹) نے دوران قیام مکہ معظّمہ میں پہلی مرتبہ ان تفسیری فوائد کو پڑھا تو انہوں نے علامہ مفسر کو لکھ کر بھیجا کہ''آپ نے قرآن کریم کی جو تفسیر تحریر فرمائی ہے اس میں شیخ الہند کی روح کارفرما ہے ورنہ اس جیسی تفسیر کا لکھا جانا میرے خیال سے باہر ہے''۔

مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور تفسیر عثمانی

مولانا سید حسین احمد مدنیؒ (۱۸۷۹ء۔۱۹۵۷ء) تحریر فرماتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے علامہ زماں محقق دوراں مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کو دنیائے اسلام کا درخشندہ آفتاب بنایا ہے۔مولانائے موصوف کی بے مثل ذکاوت' بے مثل تقریر' بے مثل تحریر' عجیب و غریب حافظہ' عجیب و غریب تبحر وغیرہ کمالات علمیہ ایسے نہیں ہیں کہ کوئی شخص منصف مزاج اس میں تامل کر سکے قدرت کریمہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی توجہ تکمیل فوائد اور ازالہ مغلقات کی طرف منعطف فرما کر تمام عالم اسلامی اور بالخصوص اہل ہند کے لئے عدیم النظیر حجت بالغہ قائم کردی ہے۔یقیناً مولانا عثمانیؒ نے بہت سی ضخیم تفسیروں سے مستغنی کر کے سمندروں کو کوزے میں بھر دیا ہے''۔مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی مذکورہ عبارت علامہ مفسر کی ذات اور ان کی تفسیر پر گرانقدر تبصرہ کا سرمایہ ہے۔یہ تقریظ اور اس کے علاوہ دوسری تقریظیں قرآن کریم مطبوعہ مدینہ پریس بجنور سے پیش کی جاتی ہیں۔

خواجہ عبدالحیؒ اور تفسیر عثمانی

خواجہ عبدالحیؒ تفسیر مولانا عثمانیؒ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

''یہ تمام تر اس بزرگ کے فیوض و برکات کا نتیجہ ہے جو آج ہندوستان میں بلا ریب سرتاج مفسرین اور قرآنی حکم و بصائر کے سب سے بڑے واقف مانے جاتے ہیں۔مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے اپنے قلم حقیقت رقم سے ایک طرف بلاغت قرآن کے دریا بہا دیئے اور دوسری جانب معارف فرقانی کے انمول موتی اوراق پر بکھیر دیئے ہیں''(۲۰)

مولانا سعید احمد دہلویؒ اور تفسیر عثمانی

مولانا احمد سعید دہلوی نے اپنی تقریظ میں تحریر فرمایا۔

''اردو زبان میں قرآن شریف کے مطالب کا اس قدر بہترین مختصر جامع ذخیرہ اس وقت تک فقیر کی نظر سے نہیں گزرا''

اکبر شاہ نجیب آبادی اور تفسیر عثمانی

مورخ اسلام مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادیؒ مؤلف تاریخ اسلام تفسیر کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ علماء دیوبند میں اپنی قرآن دانی اور تدبر فی القرآن کے متعلق جو خصوصیت رکھتے ہیں اس نے مولانا کو میرا محبوب اور ان کے تصور کو میرے دل کی راحت بنا دیا ہے انہوں نے قرآن مجید کو عام اردو دان لوگوں کے لئے قریب الفہم بنانے کی غرض سے مختصر اور جامع و مانع تفسیر بطور حواشی لکھی ہے سلیس و سادہ و فصیح عام فہم زبان میں آیات قرآنیہ کے مفہوم و مطالب کو سمجھانے کے لئے ضرورت سے زیادہ عموماً کچھ نہیں فرمایا گیا اور کسی مقام کو لاتحل نہیں چھوڑا گیا''(۲۱)

مولانا سید سلیمان ندویؒ اور تفسیر عثمانی

مولانا سید سلیمان ندویؒ (۲۲) تحریر فرماتے ہیں:

''حقیقت یہ ہے کہ ان کے تصنیفی اور علمی کمال کا نمونہ اردو میں ان کے قرآنی حواشی ہیں۔ جو شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے ترجمہ قرآن کے ساتھ چھپے ہیں۔ ان حواشی سے علامہ عثمانیؒ کی قرآن فہمی اور تفسیروں پر عبور اور عوام کے دلنشین کرنے کے لئے ان کی قوت تفہیم حد بیان سے بالا ہے۔ ان حواشی سے مسلمانوں کو بڑا فائدہ پہنچا ہے''(۲۳)

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ اور تفسیر عثمانی

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ تفسیر عثمانی اور اس کے ترجمہ کے متعلق لکھتے ہیں:

''اخبار مدینہ" کے مالک سرکار مدینہ کے خادم محمد مجید حسن بجنوری پر جی بے اختیار رشک کرنے کو چاہتا ہے۔ خدمت قرآن کی کیسی کیسی سعادتیں اپنے لئے سمیٹا، کئی سال ہوئے ترجمہ جو چھاپا شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کا ادب تحشیہ جو شائع کیا تو ان کے شاگرد اور ایک عالم (دنیا) کے استاد دیوبند کے سابق اور ڈابھیل کے موجودہ شیخ الحدیث کا وہ ہمیشہ مسلمانوں کے لئے ایک تحفہ بے نظیر یہ جدید خیالات والوں کے حق میں اکسیر' ایک اپنے رنگ میں نایاب دوسرا اپنے طرز میں لاجواب۔ نقش اول ایک جلوۂ طور نقش ثانی بلا شائبہ تکلف نور علی نور ذٰلک اللہ الخ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ شارح مسلم کے حواشی اگر ایک طرف پر مغز ہیں اور مسلک اہل سنت کے مطابق محققانہ تو دوسری طرف ضروریات کے موافق ہیں اور حکیمانہ پڑھتے جائیے اور معاندین اسلام کے پیدا کئے ہوئے شبہات کی جڑ از خود کٹتی چلی جائے گی اور اہل باطل کی اختراع کی ہوئی کج راہیاں آپ ہی آپ ھباء منثورا ادا ہوتی جائیں گی پھر کسی فریق کی دل آزاری ہونا کیا معنی۔ ان کا نام تک نہیں آنے پایا''

مولانا ظفر علی خانؒ اور تفسیر عثمانی

مولانا ظفر علی خانؒ (۴۲) نے زمیندار مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۴۹ء کے آرٹیکل میں مولانا عثمانیؒ کی مفسرانہ شان پر حسب ذیل تبصرہ کیا ہے:

''وہ (مولانا شبیر احمد عثمانیؒ) ان چند علماء کرام میں سے تھے جو کتاب اللہ کے حقائق و معارف پر بالغانہ نظر رکھتے تھے جن میں شاہ عبدالعزیزؒ شاہ ولی اللہؒ اور مولانا محمود حسنؒ کے بعد قرآن دانی، قرآن فہمی کی پوری صلاحیت تھی''

علامہ عثمانیؒ اور شیخ الہندؒ کے ترجمہ پر شاہ افغانستان کی طرف سے فارسی میں ترجمہ ہونے اور چھپنے کے بعد جن انجمنوں اور اہل علم نے شکریہ کے ضمن میں تفسیر پر تبصرہ کیا ہے۔ ان میں سے علمائے ''فخر المدارس'' ہرات (کابل) کی تقریظ جو ان کے دستخطوں سے متفقہ طور پر کی گئی ہے۔ قابل قدر ہے۔

علامہ عثمانیؒ کی یہ تفسیر ایک دینی مبلغ ایک علمی مدرس ایک فقہ کے عالم ایک اخلاقی فلسفی کا درجہ رکھتی ہے (اردو سے فارسی میں) حضرات علماء (افغانستان) کی چند سالہ ترجمہ کی کاوشیں اور اس کی طباعت میں مطبع والوں کی خدمت قابل قدر و تحسین ہیں یہ تفسیر قومی و ملی وحدت کے رابطوں کی شیرازہ بندی اور دینی و علمی معلومات کی وسعت میں ایک مبارک مقام رکھتی ہے مدرسہ ''فخر المدارس'' کے مدرسین کے نظریہ میں اس تفسیر کی اشاعت اور مطالعہ ہماری مملکت کے خواندہ اور بے سواد دونوں طرح کے افراد کے لئے عموماً معاش اور معاد کے معاملات کی رہبری کا باعث ہے جس قدر اہل ملک اس تفسیر میں دسترس اور مطالعہ کا شوق پیدا کریں گے اسی قدر قوم میں احکام مذہبی کے احترام خالق و مخلوق کی حفاظت اور انصاف کا قیام موثر ثابت ہوگا۔ یہ تفسیر قوم کے تمام لوگوں کے لئے صحیح اخلاقی اور دینی رہنمائی کے قائم مقام ہے تا آنکہ عنقریب اس کے اچھے نتائج روشن ہو کر اہل ملک کی ظالمانہ تعدی دوسروں کے حقوق میں زیادتی و ظلم اور اخلاقی فساد سے محفوظ رکھیں گے۔ دینی و شرعی دساتیر کی طرح ہماری مملکت کے لئے کہ اس کے اکثر مسلمان باشندے دینی جزئیات اور قرآن کریم کے معانی سے بے خبر ہیں۔ (یہ تفسیر، مجرب نسخے ہیں جو ضعیف الاخلاق بیماروں کے لئے شفا اور رستگاری کا سبب ہوں گے۔ اس تقریظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ علمائے ہرات (کابل) اس تفسیر کو اپنے ملک سے جہالت، ناانصافی، ظلم کے دور ہونے کا سبب اور اخلاق کی اصلاح اور ملکی توازن کے درست ہونے کا ایک قوی سبب یقین کرتے ہیں۔ بشرطیکہ اس پر عمل کا ارادہ ہو۔

بعض علمی اور مذہبی حلقوں کے نزدیک تفسیر عثمانی پر تقریظات کے سلسلہ کو طول دیا جائے تو یہ اتنا پہنچتا ہے سارسالہ بن جاتا ہے اس لئے مذکورہ مشاہیر کے خیالات پر بس کر کے قاری کے سامنے یہ نتیجہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ مولانا

شبیر احمد عثمانیؒ کا مقام تفسیر کیا ہے۔اور وہ علماء مفسرین میں کتنا ممتاز امتیاز رکھتے ہیں۔

مشاہیر وعلماء مفسرین کی رائے اور مختصر تجزیہ

مشاہیر علماء مفسرین کی رائے کا تجزیہ کرنے سے حسب ذیل مختصر عبارت میں یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ:

۱۔ مفسر علامہ کی تفسیر جامع و مانع ہے۔اختصار اور وضاحت وتفصیل کی جگہ اس میں تفصیلات ہیں۔یعنی حسب موقع ومحل ہے۔ضرورت سے زیادہ اور ضرورت سے کم تفسیر کا راستہ اختیار نہیں کیا گیا ہے۔

۲۔ بڑی بڑی ضخیم تفسیروں سے بے نیاز کردیتی ہے اور مضامین قرآنی سے واقفیت کے لئے کافی ووافی ہے۔بلکہ بقول مولانا احمد سعید دہلویؒ (۱۸۸۸ء۔۱۹۵۹ء) اس قدر بہترین تفسیر کا جامع اور مختصر ذخیرہ دیکھنے میں نہیں آیا۔

۳۔ مشکل سے مشکل مسائل کو نہایت سلیس اور دلچسپ انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ قاری کے دماغ کو قبول کرنے میں قطعا دقت محسوس نہیں ہوتی ک۔چنانچہ بقول سید سلیمان ندویؒ (۱۸۸۴ء۔۱۹۵۳ء) ان کی قوت تفہیم حد بیان سے بالا ہے۔یہ تفسیر فطرت صحیحہ اور ذوق سلیم کو اپیل کرتی ہے۔

۴۔ اس تفسیر میں قرآنی حکمتوں اور معارف کے بیش بہا مضامین پیش کئے گئے ہیں۔

۵۔ شیخ الہند کا ترجمہ اگر نور ہے تو بقول مولانا عبدالماجد دریابادیؒ مولانا عثمانیؒ کی تفسیر نور علیٰ نور ہے۔

اسی قسم کا خیال ادارۂ اخبار زمیندار نے فارسی ترجمہ کابل کی تقریظ میں ظاہر کیا ہے۔اخبار لکھتا ہے:

''ترجمہ قرآنی کہ از طرف شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ مشعل علمی است کہ دنیائے اسلامی باید از اں روشنی حاصل نماید۔ایں ماہتاب ترجمہ وتفسیر مولانا شبیر احمد عثمانی آفتاب گردانیدہ است''

قرآن کریم کا ترجمہ جو شیخ الہندؒ نے تحریر فرمایا ہے۔ایک علمی مشعل ہے کہ تمام دنیائے اسلام کو اس سے روشنی حاصل کرنی چاہیئے اس ماہتاب ترجمہ کو مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی تفسیر نے آفتاب بنادیا ہے۔

۶۔ یہ تفسیر اہل سنت والجماعت کے مسلک کے مطابق ہے اس میں ضروریات زمانہ کا بھی خیال رکھا گیا ہے یعنی جدید وقدیم خیالات والے اہل خیالات والے اہل علم دونوں کے فکری تقاضے پوری کرتی ہے۔

یہ تفسیر نہایت پر مغز محققانہ اور حکیمانہ انداز میں لکھی گئی ہے چنانچہ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ (۱۸۹۱ء۔۱۹۶۱ء) نے فرمایا:

''جب سے یہ تفسیر چھپی ہے اسے ساتھ رکھتا ہوں جب کوئی تعلیم یافتہ کسی خاص مسئلہ کو پوچھتا ہے اس تفسیر کو کھول کر پڑھ دیتا ہوں جس میں اس کا جواب ہوتا ہے''

۸۔ کسی اسلامی فرقہ سے اس میں تعرض نہیں کیا گیا ہے نہ ہی اختلافی مسائل کو کھلم کھلا چیلنج دے کر خطاب کر کے بیان کیا گیا ہے۔ ہاں اہل سنت والجماعت کے مسلک کے مطابق اور صحیح تحقیق کے ضمن میں جو چیزیں آ گئی ہیں وہ آپ ہی آپ آتی چلی گئی ہیں جن سے مخالفین کے اعتراضات کی جڑیں خود بخو کٹتی چلی جاتی ہیں۔

۹۔ یہ تفسیر نہایت فصیح و بلیغ شستہ اور شگفتہ اردو زبان میں جا بجا ادیبانہ رنگ میں لکھی گئی ہے اس کا طرز بیان مغلق اور خشک نہیں ہے۔ مذکورہ بالا خیالات جس تفسیر کے متعلق ہو سکتے ہیں بعینہ وہ خیالات مفسر کی قابلیت اور کمال پر بھی صاف دلالت کرتے ہیں چنانچہ براہ راست مفسر کے متعلق ان تقریظات میں جو کچھ ملتا ہے وہ یہ ہے۔

۱۔ بقول خواجہ عبدالحیٔ اور دیگر مذہبی شخصیت کے مطابق مولانا عثمانیؒ ہندوستان میں لاریب سرتاج مفسرین اور قرآنی حکم و بصائر کے سب سے بڑے واقف مانے جاتے ہیں۔

۲۔ مشہور مورخ اسلام و مصنف تاریخ اسلام مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادیؒ کو مولانا عثمانیؒ کی قرآن دانی اور تدبر قرآن نے ان کا عاشق بنالیا تھا چنانچہ محبوب کا تصور جس طرح عاشق کو پیارا ہوتا ہے اسی طرح مولانا عثمانیؒ کا تصور نجیب آبادی (بجنوری) مورخ کے دل کے لئے سامان راحت ہے۔ جیسا کہ ان کی تقریظ سے واضح ہے اسی کو کمال علم کی محبت کہا جاتا ہے۔

☆☆☆